تذکرہ اسلاف

مولانا ابوالحسنات محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

رضوانہ عثمان
علی آباد

کچھ لوگ تو پیدا ہی خدمت دین کیلئے ہوتے ہیں وہ بچپن سے لڑکپن تک اور لڑکپن سے عہد شباب تک اور عہد شباب سے وادی کہولت تک اور وادی کہولت سے صحرائے موت تک اسی نرالی فکر، مثالی سوچ میں مگن اور دلی لگن کے ساتھ مالک یوم الدین کی رضا جوئی کے متمنی و متلاشی رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نفس و مال کے بدلے جنت کا سودا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں پھر کائنات کا مالک و رازق بھی فرمان جاری کر دیتا ہے کہ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔**

آج مجھے جس مرد مجاہد کا تذکرہ صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ مجھے ان کی پوتی ہونے کا اعزاز حاصل ہے گو کہ میں دادا جان مرحوم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کر سکی لیکن اپنے والد محترم اور والدہ محترمہ کی زبانی دادا جان کے حالات زندگی کے بارے میں اتنا کچھ سن چکی ہوں کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں۔

تعارف: راقمۃ الحروف کے دادا جان مولانا محمد عبداللہ اپنے آبائی گاؤں موضع چھوکر خورد ضلع گجرات میں 1892ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبداللہ صاحب کے دادا حافظ شیخ احمد حافظ قرآن اور کاتب قرآن تھے۔ چونکہ اس وقت مطابع نہیں تھے قلمی قرآن مجید ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا گھر میں موجود تھا۔ حافظ شیخ احمد کے والد محترم حافظ عبدالشکور بھی حافظ قرآن تھے۔ مولانا موصوف کے والد محترم کا نام میاں محمد تھا۔ پورا گھرانہ مسلک اہلحدیث سے وابستہ تھا۔ چنانچہ میاں محمد صاحب نے حضرت مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ، حضرت مولانا حیات گل صاحب ہری پوری ہزارہ اور حضرت مولانا محمود صاحب امرتسری کی خدمات میں تلمذ حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ نے توحید و سنت کی اور زیادہ سمجھ عطا فرمائی اور حضرت امام عبداللہ صاحب غزنوی کی بیعت اور صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ اس طرح مولانا صاحب کے والد محترم اولیاء اللہ کی صف میں شمار ہوتے تھے۔ میاں محمد صاحب نے تحریک مجاہدین میں کافی حصہ لیا۔

چنانچہ 1857ء کے بعد جماعت موحدین پر جو امتحان آیا اس میں آپ بھی گرفتار ہو کر اپنے رفقاء کے ساتھ 4 ماہ تک گجرات جیل میں نظر بند رہے۔ وہ آپ کا شباب کا زمانہ تھا۔ دادا جان اپنے سب بہن بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں بہت زیادہ بیمار ہو گیا تھا۔ زندگی کی کوئی امید نہ رہی تھی والدہ صاحبہ نے دعا کی اور نذر مانی کہ اے اللہ اگر تو نے میرے بیٹے کو صحت دی تو اس کو میں تیرے دین کا علم پڑھنے کیلئے وقف کر دوں گی۔ چنانچہ اللہ نے صحت دی اور یہی بچہ بڑا ہو کر دین کا بہت بڑا عالم بنا۔

[مولانا محمد عبداللہ صاحب نے اپنی زندگی میں حصول علم کے واقعات قلم بند کئے ہیں، میں انہی سے استفادہ کرتے ہوئے انہی کے لکھے ہوئے الفاظ میں بیان کرنا چاہوں گی۔ مولانا لکھتے ہیں:

"میں تقریباً چھ یا سات سال کا تھا جب والد صاحب نے مجھے اپنے چچا زاد بھائی حافظ نور دین صاحب مرحوم (جو اس وقت قاری و حافظ تھے) کے سپرد کیا حافظ صاحب مرحوم بڑے باعمل اور متقی اور سخت محنت سے قرآن پڑھاتے ان سے میں نے ابتدائی قاعدہ پڑھا اور چند سال میں ہی

میں نے قرآن مجید بمع تجوید کے مکمل کیا، اس کے بعد قریب کے ایک گاؤں بھوتہ جس میں میاں فتح دین صاحب مرحوم جو کہ حضرت یوسف شاہ صاحب آف ناگڑیاں (گجرات) جو کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے تایا تھے۔ مسلکاً اہلحدیث تھے کے شاگرد تھے میاں فتح دین صاحب بہت متقی خود دار صالح تھے۔ ان سے فارسی وتحریر ابتدائی حساب سیکھا۔ اس کے بعد اپنے گاؤں سے دو میل دور موضع ہنج میں مولوی عبدالغنی صاحب (جو حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد تھے) ان کے پاس حاضر ہوا وہ بہت خوش خلق اور صالح انسان تھے۔ ان سے ابتدائی گرائمر ابواب الصرف، صرف میر، نحو میر، ترجمۃ القرآن وغیرہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد مولوی عبدالغنی صاحب لاہور چلے گئے تو میں اس سے تین میل دور موضع باہرواں میں مولوی محمد فاضل صاحب (جو حضرت الامام عبدالجبار غزنوی کے شاگرد تھے) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں پر ترجمۃ القرآن مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ بلوغ المرام بھی مکمل کی۔ یہ زمانہ تقریبا 1906 سے لیکر 1908 تک کا تھا۔ پھر وزیر آباد بخدمت حضرت الاستاذ عبدالمنان صاحب حاضر ہوا۔ موصوف نے بڑی محبت سے اپنی خدمت میں رکھا اور مشکوۃ وصحاح کتب کا دورہ کر لیا۔ چنانچہ میں حافظ عبدالمنان صاحب کی خدمت میں تین سال تک رہا۔ حافظ صاحب حدیث خود پڑھاتے تھے۔ اور علوم آلیہ حضرت مولانا عمر دین صاحب مدرس ثانی پڑھاتے۔ مولانا عمر دین مرحوم نہایت صالح متقی خود دار اور بے سوال باوجود ٹانگوں سے معذور ہونے کے پانی تک کسی سے نہیں مانگتے تھے۔ ان سے ہدایت النحو، کافیہ، شافیہ وغیرہ اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں۔ زمانہ وزیر آباد میں ہی حضرت الاستاذ کے ایک پرانے خادم بابا طالبعلم نامی ایک نیک بزرگ تھے۔ جو طلباء سے بڑی محبت کرتے۔ مہمانوں کی خدمت استاد صاحب کی خدمت کمزور طلباء کو مطالعہ کروانا، غرضیکہ ہر طرح کی خدمت کرتے۔ خصوصا شریف مزاج طلباء کی بہت چاہ کرتے اور مفید نصائح سے مشورہ دیتے رہتے کوئی بیمار ہوجاتا تو اس کی پوری تیمار داری اور علاج کرتے ان کی زندگی علماء اور طلباء کی خدمت کیلئے وقت تھی۔

چنانچہ وہ آخر تک حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں رہے۔ آپ کے ساتھ وزیر آباد میں مدفون ہیں۔ اللہ ان پر ہزاروں رحمتیں برسائے ان کی صحبت اور مجلس سے بھی بہت اصلاح ہوئی۔ وزیر آباد میں مولانا فضل الٰہی صاحب امیر المجاہدین کا تبلیغی سلسلہ اس وقت عروج پر تھا چونکہ میرے والد صاحب بھی تحریک مجاہدین سے منسلک تھے۔ مولانا فضل الٰہی صاحب بھی والد محترم کی بڑی عزت و تکریم کرتے۔ اور ان سے ملاقات کی غرض سے ایک دو دفعہ ہمارے گاؤں بھی تشریف لائے۔ والد صاحب بھی جب وزیر آباد تشریف لاتے تو ان کے ہی مہمان ہوتے۔ اس لحاظ سے مولانا فضل الٰہی کو مجھ سے خصوصی محبت تھی۔ اپنے گھر لے جاتے اور خصوصی مجالس کا موقع دیتے ان کے صاحبزادے پیر عبید اللہ شاہ جو نوجوان مگر نہایت خوش خلق اور نمونہ صحابہ کرامؓ تھے۔ افسوس کے آپ جوانی میں ہی رحلت فرما گئے۔ وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتے، جتنی دفعہ دن میں ملتے گلے لگا کر ملتے اللہ ان پر رحمت فرمائے۔ تین سال کے عرصے میں حضرت الاستاذ حافظ عبدالمنان صاحب سے سند حدیث حاصل کی اور فارغ ہو کر اپنے گاؤں واپس آ گیا ہمارے گاؤں میں حافظ نور دین صاحب کا درس تھا۔ (جو کہ اب بھی بدستور جاری ہے) وہاں پر طلباء کو بھی پڑھاتا اور زمینداری کا کام بھی کرتا۔ 1911 تک میں اپنے گاؤں میں رہا۔ 1912 میں یکم رمضان المبارک کو امرتسر میں امام العصر حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب کی خدمت حاضر ہوا۔ رمضان میں چونکہ چھٹیاں تھیں۔ لہٰذا میں امام صاحب کے درس قرآن سے مستفید ہونا مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری جو کہ بڑے علامہ اور محقق عالم رئیس امرتسر تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب کے استاد تھے۔ ان کی خدمت میں بھی حاضری دیتا اور دینی مسائل دریافت کرتا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب سے اکثر دفتر میں جا کر ملاقات کرتا۔ رمضان المبارک کے بعد اسباق کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ وہاں میرے ہم جماعت حافظ محمد گوندلوی اور مولوی عبدالرحیم شاہ لکھوی تھے۔ ہم مشکوۃ وترمذی مولانا عبدالاول غزنوی سے پڑھتے تھے۔ حافظ محمد کے ساتھ دیگر احادیث کے اسباق کا سماع کرتا۔ مولانا محمد حسین ہزاروی (جو کہ امام صاحب کے داماد تھے) ان سے رسائل منطق و

کتب فقہ پڑھیں۔ کئی اسباق میں مولوی عبدالمجید صاحب دینانگری اور مولوی عبدالسلام چینگھوی اور مولوی عبدالرشید صاحب ملتانی ہم سبق رہے۔ صحیح بخاری کا سبق حضرت امام صاحب خود پڑھاتے تھے۔ اس کا بھی سماع ہوتا۔ افسوس کے پہلے سال میں ہی حضرت مولانا عبدالاول بن مولوی محمد بن عبداللہ غزنوی جو کہ بڑے محدث، متقی اور متبع سنت نمونہ سلف عالم باعمل تھے انتقال فرما گئے اور دوسرے رمضان میں حضرت الامام حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب ایک رات ہیضہ کی وجہ سے بیمار رہ کر رحلت فرما گئے۔ دل کی تمنا دل میں ہی رہ گئی۔ بچپن کا زمانہ تھا یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ہر دلعزیز ہستیاں جلد ہی ہم سے جدا ہو جائیں گی۔ ان سے کچھ حاصل نہ کرسکا۔ لیکن پھر بھی ان کی صحبت کا اثر تھا کہ نماز میں خشوع اور رقت کافی حاصل ہوتی تھی۔

امرتسر کے مدرسہ غزنویہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد مولانا عبداللہ صاحب قاضی کوٹ (گوجرانوالہ) میں خطابت و امامت کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ وہاں پر آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے پاس کئی طلبا قران و حدیث کا علم حاصل کرتے رہے ان میں چند ایک کے نام مجھے معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

مولوی اسماعیل:-

ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں کافی عرصہ تک لاہور کی مسجد چینیانوالی کے مؤذن اور خادم رہے۔

مولوی عبدالرحمن:-

مولوی عبدالرحمٰن مولانا عبداللہ صاحب گوجرانوالہ والے کے والد محترم تھے۔

صوفی عبداللہ:

صوفی عبداللہ صاحب بھی مولانا موصوف کے شاگرد تھے۔ انہوں نے موضع ہنجلی ضلع شیخوپورہ میں وفات پائی۔

حافظ محمد عالم:

حافظ محمد عالم صاحب بہت متقی اور صالح انسان تھے۔ حافظ صاحب اپنے استاد محترم کے قاضی کوٹ سے چلے آنے کے بعد ان کی جگہ پر مدرس رہے۔ غالبا 1927 میں حج بیت اللہ کیلئے مکہ مکرمہ گئے اور وہیں پر وفات پا گئے۔

مولانا محمد عبداللہ نے اپنی زندگی کے سات سال (1914 سے 1920) قاضی کوٹ میں گزارے۔ اس کے بعد آپ کو مدرسہ غزنویہ کی طرف سے حکم جاری ہوا کہ اب آپ ضلع فیصل آباد میں واقع ایک گاؤں رنیکے خان میں تشریف لے جائیں۔ چنانچہ یہ حکم ملتے ہی آپ موضع رنیکے خان کی طرف عازم سفر ہوئے۔ وہاں پر ابھی آپ نے تین سال کا عرصہ ہی گزارا تھا کہ آپ کو وہاں سے اور آگے توحید و سنت کی شمعیں روشن کرنے کیلئے بھیج دیا گیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ موضع علی آباد چک نمبر 112 (شیخوپورہ) کے نمبردار جناب عبید اللہ صاحب جو مسلکاً اہلحدیث تھے اور غزنوی خاندان کے خاص مرید تھے۔ انہوں نے امام عبدالواحد غزنوی سے عرض کیا کہ ہمیں اپنی بستی میں ایک ایسے قائد و رہنما کی ضرورت ہے۔ جو عالم باعمل ہو۔ مولانا عبداللہ صاحب چونکہ انتہائی شریف النفس خوش طبع اور متقی انسان تھے۔ لہٰذا غزنوی صاحب نے مولانا عبداللہ صاحب کا نام پیش کیا اور نمبردار صاحب سے کہا کہ آپ میرا پیغام ان تک پہنچا دیں کہ آپ اب علی آباد تشریف لے جائیں۔ چنانچہ وہ آپ کے استاذ گرامی کا پیغام لے کر مولانا عبداللہ صاحب کے پاس آئے مولانا صاحب کو غزنوی خاندان سے خاص عقیدت تھی یہ پیغام سنتے ہی آپ علی آباد تشریف لے آئے۔ پھر آپ نے علی آباد کو اپنا مستقل مسکن بنالیا۔ مولانا صاحب نے علی آباد میں اپنی انتھک محنتوں اور کوششوں سے مسجد اہلحدیث کی بنیاد رکھی۔ کچی اینٹوں سے مسجد کی تعمیر کی گئی۔ آپ نے لوگوں کو دین اسلام کی طرف مائل کیا وہی بستی جو ظلمت کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی اسے توحید جیسے نور سے مزین کر دیا۔ مولانا صاحب کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ آپ ہر سال گاؤں میں کانفرنس کا انعقاد فرماتے جس میں دور دور سے علماء کرام تشریف لاتے۔ آپ کے خاص اور قریبی دوستوں میں سے حافظ محمد گوندلوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، بابا جی صمصام، مولانا عبدالمجید سوہدروی، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا عبداللہ جونا گڑھی رحمہم اللہ شامل ہیں۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب اپنی ذات میں انجمن تھے۔ آپ مرنجان مرنج اور ہر دلعزیز ہستی تھے۔

سیرت و کردار:

مولانا موصوف کی سیرت کے تمام پہلوؤں کو زیر تحریر لانا اگرچہ مشکل ہے تاہم آپ ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ'' کی عملی تفسیر تھے۔ نہایت عاجز اور منکسر المزاج تھے۔ آپ نے اوائل عمر ہی سے نماز تہجد کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ اور آخر وقت تک اس کا التزام فرماتے رہے۔

ذکر الٰہی:

مولانا صاحب کی زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہتی۔ آپ فضول گفتگو سے نفرین تھے۔

مہمان نواز:

مہمان کی خاطر مدارت ایمان کی دلیل ہے۔ مولانا صاحب میں اکرام ضیوف کی خصلت بدرجہ اتم موجود تھی۔

اہل خانہ کی تربیت:

قو انفسکم واھلیکم نارا کے تحت آپ اپنے اہل خانہ کو علی الصبح بیدار کرتے اور وامر اھلک بالصلوٰۃ کے تقاضوں کو پورا فرماتے۔ جہاں کہیں خلاف سنت بات دیکھتے اس کو ٹوک دیتے۔

نفاست و طہارت پسندی:

نفاست و طہارت پسندی بھی آپ کی اہم خوبی تھی۔ طعام ولباس غرضیکہ ہر معاملے میں صفائی کا خاص اہتمام فرماتے۔

دینی خدمات:

مسلک اہلحدیث کی تبلیغ و اشاعت کیلئے آپ کی دینی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ اپنی پوری زندگی مسلک اہلحدیث سے منسلک رہے۔ اور مجلس شوریٰ پاکستان کے رکن بھی رہے۔

آپ کی زبان میں اس قدر شیرینی اور حلاوت تھی کہ جو ایک دفعہ سنتا بار بار سننے کی تڑپ رکھتا۔ باوجود اہلحدیث ہونے کے آپ تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں اور لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

1955 میں جب جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو اس موقعہ پر بھی مولانا محمد عبداللہ میاں محمد باقر کے ہمراہ تھے۔ ملک کے نامور عالم دین مولانا محمد اسحاق چیمہ نے علی آباد میں ہی دین کا علم حاصل کیا۔ چیمہ صاحب مرحوم مولانا محمد عبداللہ صاحب کے خاص شاگرد تھے۔

اولاد:

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ مولانا صاحب کی اولاد میں سے ان کے بیٹے راقمۃ الحروف کے والد محترم جناب مولانا محمد عثمان صاحب صحیح معنوں میں اپنے والد صاحب کے جانشین بنے۔ مولانا محمد عثمان صاحب ضلع شیخوپورہ کے نائب امیر اور مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل صفدر آباد کے سرپرست اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ مجلس شوریٰ کے رکن بھی ہیں۔

والد محترم نے بڑی محنت و کاوش سے علی آباد کے گلشن کو سینچا ہے۔ ان کی انہی محنتوں کا ثمر ہے کہ آج علی آباد میں جامع مسجد اہلحدیث نہایت شاندار وسیع وعریض اور پرشکوہ عمارت کے ساتھ گاؤں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے۔ انہوں نے جامعۃ البنات اہلحدیث کی بنیاد 2000ء میں رکھی۔ جس کی عمارت ان کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جامعۃ البنات میں اس وقت ڈیڑھ سو بچی زیر تعلیم ہے۔ جنہیں ناظرہ قرآن اور ترجمۃ القرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔

والد محترم جناب مولانا محمد عثمان صاحب طویل عرصہ سے گھٹنوں کی درد میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت اور قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت اور درازی عمر کی دعا فرمائیں۔

وفات:

مولانا محمد عبداللہ صاحب اپنی زندگی کی تقریباً 87 بہاریں گزار کر یکم دسمبر 1979 کو اس دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا عطاء اللہ حنیف صاحبؒ نے پڑھائی۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

اللھم اکرم نزلہ ووسع مدخلہ وادخلہ جنت الفردوس

ضرورت تجربہ کار مدرسین

شعبہ تحفیظ القرآن کیلئے مستند قراء کرام کی فوری ضرورت ہے۔

مشاہرہ انتہائی معقول، اور دیگر ضروری سہولیات دی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

رابطہ کیلئے:

قاری نوید الحسن لکھوی

مدرس جامعہ سلفیہ

فون: 041-733382

موبائل: 0300-6623820